غالب کا ایک فارسی قصیدہ

بخط

ڈاکٹر جوہر قاضی

غالب دوستوں کو یہ جان کر یقیناً مسرت ہوگی کہ غالب کا ایک فارسی قصیدہ جو غالب کے اپنے قلم سے لکھا ہوا ہے میرے دیرینہ دوست اور کرم فرما ڈاکٹر جوہر قاضی صاحب کو اپنے جدّی ذخیرۂ کتب سے دستیاب ہوا ہے۔ غالب کے قلم کی یہ نہایت حسین و پاکیزہ تحریر نستعلیق کے شفیعانہ خط کا خوبصورت نمونہ ہے جسے غالب کے دست نوشتہ تحریروں کے ذخیرے میں ایک اور قابل قدر اور اہم اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ ڈاکٹر جوہر قاضی صاحب کی عنایت اور نوازش سے غالب کے قلم کی اس تحریر کو غالب دوستوں کے سامنے پیش کرنے کی عزت و سعادت اوّل اوّل "برہان" کو حاصل ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر جوہر قاضی صاحب ایک ممتاز صحافی اور ادیب ہیں علم اور کتابوں سے عشق انھیں ورثہ میں ملا ہے۔ قدیم اور قلمی کتابوں سے خصوصی ذوق اور لگاؤ رکھتے ہیں۔ اسی مناسبت سے ان کے پاس قدیم کتابوں کا بے انتہا اچھا اور منتخب ذخیرہ ہے۔ جس میں فنِ طب پران کے خاندان کے بزرگوں کے نہایت بیش قیمت قلمی نسخے بھی شامل ہیں، جو اہمیت کے اعتبار سے کسی طرح کم نہیں۔

——— عمید الرحمٰن عثمانی

اپنے جدّی طبّی خزانوں کو کھنگالنے کے دوران ایک طبّی قلمی بیاض سے راقم الحروف کو غالبؔ کا یہ فارسی قصیدہ جس میں نواب گورنر لارڈ آکلن بلر کی مدح کی گئی ہے دستیاب ہوا ہے جو غالبؔ کی مہر سے مزین ہے۔ مہر کے اندر واضح طور پر ۱۲۳۸ ہجری لکھا ہوا ہے۔ غالبؔ کا یہ فارسی قصیدہ کب اور کس ذریعہ سے ہمارے پاس پہنچا اس سلسلہ میں راقم الحروف کے خاندان کا مختصر تعارف بے محل نہ ہوگا۔

راقم الحروف کا خاندان سکندر آباد (ضلع بلند شہر) کے قاضیوں کا نہایت معزز اور صاحب علم خاندان گذرا ہے۔ سکندر لودھی سے لیکر سلاطین مغلیہ کے آخر عہد بہادر شاہ ظفر تک اس خاندان کے بزرگ عہدۂ قضات پر ممتاز رہے ہیں۔ طبابت کا سلسلہ بھی اس خاندان میں چھ پشتوں سے چلا آتا ہے۔ ویسے تو اس خاندان میں لاتعداد قابل اور حاذق اطبا ہوئے ہیں لیکن جو عزت و شہرت

بهر کس شیوهٔ خاصی در اثبات ارزانی

ز من مدح و ز لا اثر ز آن ز مرا گنجینه بخشانی

زهی با شوکتش فرخنده آثار جهانگیری
نهی با دولتش آماده اسباب جهانبانی

دمش در وقت نوازش جانفزا بادیست فروردین
کفش هنگام بخشش دُر فشان ابریست نیسانی

گرامی منصبش را طالع اقبال جمشیدی
همایون مسندش را پایهٔ اورنگ سلطانی

طرب در بزم عیشش کرده حوران را بتر آرامی
کرم بر خوان فیضش خوانده رضوان را به مهمانی

بعهدش ماه هر شب کامل و آفاق مهتابی
به دورش زهره بزم خونی و برجیس [illegible]

دلیران سپاهش را هنرها جمله بهرامی
فرازستان جاهش را بناها جمله کیوانی

همش با خلق گوناگون نوازش در حق اندیشی
همش با خویشتن صدرنگ نازش در خدادانی

سر راهش سپهر آورده قیصر را به درویشی
بدرگاهش قضا بنشانده دارا را به دربانی

فروزش را به رویش سازش سیما یکرنگی
نوازش را به خویش نازش پیوند روحانی

نهان در خاطرش اسرار اشراق فلاطونی
عیان از خاتمش آثار توقیع سلیمانی

برزمش گرد ره بر خاک خشنید ند شبوارست
به عزمش کوه بار از راه برخیزد به آسانی

به قلمش گدا نتوان بره دید ز نا پایی
به دیهیمش گهر نتوان شمردن از فراوانی

روا باشد به گلشن گر برش گلفشان یابی
که گلبن نامهٔ اقبال او را کرده عنوانی

عجب نبود که گیتی گر بنالش جاودان بینی
که مه را در سجده دیدش تا به ابرو سوده پیشانی

ترا بارگاه نظم من در مدح خود بنگر
که سیاره به ماه و مهر را مدار پیشانی

ندانم چون فرستم این گهرها لیکن آن دانم
که خود تا مشتری خواهد رسید از فرط ارزانی

نگفتارم تونگر گر ز سیم و زر تهیدستم
زمین کلبهٔ من شد گلستان بعد ویرانی

برسم نکته سنجان در سخن غالب بود نامم
بدین نام از ازل آورده ام طغرای سبحانی

مرا دردیست اندر دل که جانفرسائی آنرا
ندانم چاره اما اینقدر دانم که میدانی

بسان دود کاندر تنگنا بر خویشتن پیچد
ستوهم در نورد تنگدستی از پریشانی

نمک پروردهٔ این دو لبت جاوید پیمانم
به پیمان مودت دارم آئین ثناخوانی

کرم میکرد گر لارد اکلند از راه غمخواری
تو نیز از راه غمخواری کرم کن گر کریمانی

ازان در نامهٔ مدح تو آرم بر زبان نامش
که با من داشت گوناگون نوازشهای پنهانی

سواد نامهای دلفروز تو در نظر دارم
که چشم من بدان کحل الجواهر گشته نورانی

گر آن دُر رشته وصف سخنور گوهر آموده
ترا باید که بر فرق سخنور گوهر افشانی

سخن کوتاه دایم باد و فرخ باد و روزافزون
بمن لطف تو همچون بر تو بخششهای یزدانی

فن طب میں اپنی حذاقت و بلاغت فن وقابل طبیب ہونے کی بنا پر حکیم قاضی حافظ محمد صدر عالم رئیس اعظم سکندرآباد اور ان کے فرزند ارجمند فخر الاطباء حکیم قاضی حافظ محمد افضل عالمؒ کو ملی وہ کسی دوسرے طبیب کے حصہ میں نہیں آئی۔ حکیم قاضی حافظ محمد صدر عالم کا زمانۂ حیات ۱۸۰۳ء تا ۱۸۷۵ء ہے۔ آپ ہندوستان کے جلیل المنزلت طبیب حکیم محمود خاں دہلوی کے ہمعصر تھے اور سکندرآباد کے طبیب اعظم مشہور تھے۔ یہ والد محترم کے پردادا تھے جبکہ حکیم قاضی محمد افضل عالم (المتوفی ۱۹۲۶ء) راقم الحروف کے پردادا۔ آپ بھی نہایت ممتاز اور با وجاہت طبیب تھے۔ درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور حذاقت فن کی وجہ سے اپنے پدر بزرگوار حکیم قاضی حافظ محمد صدر عالم کے بعد انھوں نے بھی بڑا نام پیدا کیا۔ آپ تاحیات آنریری مجسٹریٹ تھے۔ ساتھ ہی "سردار الاطباء" کے خطاب سے سرفراز تھے۔ سکندرآباد کی میونسپلٹی کے نامزد ممبر اور وائس چیرمین بھی رہے ہیں۔ لیکن عدم تعاون تحریک میں عملی طور پر شامل ہوکر آنریری مجسٹریٹی سے استعفیٰ دے دیا تھا اور "سردار الاطباء" کا خطاب بھی واپس کر دیا تھا۔ آپ عالم باعمل اور اہل اللہ بزرگ تھے تصوف میں آپ کو خاص دخل تھا۔ سلسلہ چشتیہ صابریہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ بہت سے اشخاص آپ کے فیض تعلیم سے مستفید ہوئے ہیں۔

گمان اغلب یہ ہے کہ غالبؔ کا یہ فارسی قصیدہ غالبؔ کے مشہور شاگرد منشی ہرگوپال تفتہؔ کے توسط سے جو سکندرآباد ہی کے رہنے والے تھے جنہیں غالبؔ اپنے خطوں میں مرزا تفتہؔ لکھتے تھے حکیم قاضی حافظ محمد صدر عالم کے پاس پہنچا ہو۔ کیونکہ والد محترم (حکیم قاضی محمد یٰسین عالم صاحب) کے ذخیرۂ کتب میں نادر و نایاب کتابوں کا ایک بڑا حصہ جو طبی کتب پر مشتمل ہے خاندان میں چلتا ہوا ان تک پہنچا ہے۔

منشی ہرگوپال تفتہؔ کے متعلق راقم الحروف کے پردادا جناب حکیم قاضی حافظ محمد افضل عالم

لہ راقم الحروف: "سکندرآباد کے صوفی اور طبیب حاذق ـــــ حکیم قاضی حافظ محمد افضل عالم" اخبار مشرق کلکتہ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۹۲ء نیز رموز الاطباء (جلد اوّل) ص ۵۰۹۔

مرحوم نے ایک یادداشت میں خود اپنے قلم سے تحریر فرمایا ہے:

"حضرت والد ماجد کا انتقال ۱۰ر محرم الحرام سنہ ۱۲۹۲ ہجری مطابق ۱۸۷۵ء بروز شنبہ بمقام سکندر آباد ہوا۔ آپ کے انتقال پر منشی ہر گوپال بھٹناگر المتخلص بہ تفتہ واز ارشد تلامذہ مرزا اسد اللہ خاں غالب دہلوی نے قطعہ تاریخ کہا جو آپ کے مزار پر کندہ ہے۔ اس کے ہر مصرع سے تاریخ نکلتی ہے۔ ان میں اور والد ماجد حکیم قاضی حافظ محمد صدر عالم مرحوم میں بے حد خلوص اور یگانگت کے تعلقات تھے۔"

آمدم برسر موضوع غالب کے قلم کا لکھا ہوا یہ فارسی قصیدہ جس کا عکس آپ کے سامنے ہے ایک بدیسی کاغذ کے چار صفحات کے فولڈر پر لکھا ہوا ہے۔ صفحہ کا سائز ½۱۲ انچ طول میں اور ۸ انچ عرض میں ہے۔ اوّل صفحہ پر دس اشعار درج ہیں۔ صفحہ کے دوسری جانب سترہ اشعار لکھے ہوئے ہیں۔ قصیدہ کے اختتام پر ایک چھوٹی سی چوکور مہر ہے جس پر خط نستعلیق میں "محمد اسد اللہ خاں" اور ۱۲۳۸ کے اعداد منقوش ہیں۔ فولڈر میں انگریزی روش اختیار کی گئی ہے یعنی صفحہ دوم فولڈر کو بائیں جانب کھول کر لکھا گیا ہے۔ غالب نے قصیدہ لکھتے وقت چونکہ صفحہ اوّل اور دوم کا ہی استعمال کیا ہے لہٰذا اس وقت فولڈر کا صفحہ سوم اور چہارم خالی رہا ہوگا مگر موسم کے اثرات کے نتیجے میں اب صفحہ سوم پر صفحہ دوم کی تحریر کا کافی عکس منتقل ہو گیا ہے۔ جبکہ صفحہ چہارم (آخری صفحہ) کو حکیم قاضی حافظ محمد صدر عالم صاحب نے اپنی یادداشت کے لئے استعمال کیا ہے۔ یعنی صفحہ چہارم پر حکیم صاحب موصوف نے اپنے قلم سے ایک نسخہ تحریر فرمایا ہے جسے آپ نے نواب محمد غوث خاں رئیس جاورہ کے لئے تجویز کیا ہے۔ نسخہ کے نیچے حکیم صدر عالم صاحب کے دستخط ہیں اور ذی الحجہ سنہ ۱۲۷۳ ہجری درج ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ غالب کے قلم کی یہ تحریر سنہ ۱۲۷۲ ہجری مطابق ۱۸۵۵ء میں حکیم قاضی محمد صدر عالم صاحب کے پاس موجود تھی۔

کلیات غالب[1] (فارسی) کا جو نسخہ اس وقت راقم الحروف کے سامنے ہے اس میں ص ۵۷۸ پر

۱؎ کلیات غالب (فارسی): مرتب امیر حسن نورانی، ناشر رام کمار بکڈپو وارث مطبع منشی نول کشور لکھنؤ سنہ ۱۹۶۸ عیسوی۔

غالب کا یہ دست نوشتہ فارسی قصیدہ، " قصیدہ سی وسوم "[1] کے عنوان کے تحت درج ہے۔ فاضل مرتب نے نیچے حاشیہ میں نسخۂ دیوان فارسی مطبوعہ ۱۸۴۵ء مطبع دارالسلام دہلی کا حوالہ دیا ہے جو پہلی بار غالب کی زندگی میں شائع ہوا تھا اور اس کی صحت و طباعت کی نگرانی بھی بالواسطہ یا بلاواسطہ غالب نے خود انجام دی تھی۔ " قصیدہ سی وسوم " کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں قصیدہ کے اشعار تو تمام ہی ہیں جو غالب کے اس دست نوشتہ قصیدہ میں ہیں البتہ ایک خاص بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ زیر بحث قصیدہ کو دیوان میں شامل کرتے وقت غالب نے اپنے قلم سے نہ صرف اشعار کی ترتیب میں نمایاں تبدیلیاں کی ہیں بلکہ بعض اشعار میں اصلاحات بھی غالب نے اپنے قلم سے کی ہیں چنانچہ حذف و اضافہ اور تغیر و تبدل کی مثالیں بھی " قصیدہ سی وسوم " میں جا بجا موجود ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلے وہ اشعار ملاحظہ ہوں جن کی ترتیب غالب نے " قصیدہ سی وسوم " میں بالکل بدل دی ہے۔ دست نوشتہ قصیدہ میں مندرجہ ذیل اشعار قصیدہ کے بالترتیب پانچویں[5]، چھٹے[6]، ساتویں[7] آٹھویں[8]، نویں[9]، دسویں[10]، گیارہویں[11]، بارہویں[12] اور تیرہویں[13] اشعار ہیں:

طرب در بزم عیشش بردہ حورانرا بہ رقاصی
کرم بر خوانِ فیضش خواندہ رضوانرا بہ مہمانی
بعہدش ماہ ہر شب کامل و آفاق مہتابی
بہ دورش زہرہ دایم حوتی و برجیس سرطانی
دلیرانِ سپاہش را ہنرہا جملہ بہرامی
فرازستان جاہش را بناہا جملہ کیوانی
ہمش با خلق گوناگون نوازش در حق اندیشی
ہمش با خویشتن صد رنگ نازش در خدادانی
سراہش مہر آوردہ قیصر را بہ درویشی

---

[1] کلیات غالب (فارسی) ۱، مرتب امیر حسن نورانی، ناشر رام کمار بکڈپو وارث مطبع منشی نول کشور لکھنؤ ۱۹۶۸ء عیسوی۔

بدر گاہش فضا بنشانده دارا را به دربانی
فروزش را به رویش سازش پیمان یکرنگی
نوازش را به خویش نازش پیوند روحانی
نہاں در خاطرش اسرار اشراق فلاطونی
عیان از خاتمش آثار توقیع سلیمانی
به رزمش گرد ره برخاک نشیند بدشواری
به عزمش کوہسار از راه برخیزد به آسانی
به اقلیمش گدا نتواں بره دیدن زنایابی
به دہیش گہر نتواں شمردن از فراوانی

جبکہ "قصیدہ سی وسوم" میں مذکورہ بالا پانچواں شعر تیرہویں نمبر پر، چھٹا شعر پانچویں نمبر پر، ساتواں شعر دسویں نمبر پر، آٹھواں شعر چھٹے نمبر پر نواں شعر ساتویں نمبر پر، دسواں شعر بارہویں نمبر پر، گیارہواں شعر آٹھویں نمبر پر، بارہواں شعر نویں نمبر پر اور تیرہواں شعر گیارہویں نمبر پر لکھا ہوا ہے۔

اب مندرجہ ذیل اشعار میں تصحیح واضافہ پر غور کیجئے جنھیں بلا تبصرہ نقل کیا جارہا ہے۔ خط کشیدہ الفاظ ذہن میں رکھئے یہ تصحیحات سب غالب کے قلم سے عمل میں آئی ہیں "دست نوشتہ قصیدہ" کے لئے دن اور "قصیدہ سی وسوم" کے لئے ق س کا مخفف اختیار کیا گیا ہے۔

شعر ۵ مصرعہ ثانی
همش با خویشتن صد رنگ نازش در خدا دانی — دن
همش با خویش رنگا رنگ نازش در خدا دانی — ق س

شعر ۱۱ مصرعہ ثانی
عیاں از خاتمش آثار توقیع سلیمانی — دن
عیاں بر خاتمش آثار توقیع سلیمانی — ق س

شعر ۱۶ مصرعہ ثانی
که سیمائش به ماه و مہر ماند در درخشانی — دن
که سیمائش بمہر و ماه ماند در درخشانی — ق س

شعر ۱۷ مصرعہ ثانی
که خود تا مشتری خواہد رسید از فرط غلطانی — دن
که خود تا مشتری خواہد رسید از فرط غلتانی — ق س

شعر ۱۱ مصرع اولیٰ	بگفتارم تونگر گرز سیم و زر تہید ستم	دن
	بگفتارم توانگر گر بہ سیم و زر تہید ستم	ق س
شعر ۲۱ مصرع اولیٰ	بسان دود کاندر تنگنا بر خویشتن پیچد	دن
	بسان درد کاندر تنگنا بر خویشتن پیچد	ق س
شعر ۲۲ مصرع اولیٰ	نمک پروردۂ این دولت جاوید پیا نم	دن
	نمک پرورده این دولت جاوید پیایم	ق س
شعر ۲۳ مصرع ثانی	کہ با من داشت گوناگوں نوازشہای پنہانی	دن
	کہ با من داشت گوناگوناگوں نوازشہای پنہانی	ق س
شعر ۲۶ مصرع اولیٰ	گر آن در رشتہ وصف سخنور گوہر آمودے	دن
	گر او در رشتہ مدح سخنور گوہر آمودے	ق س

جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے کہ زیر بحث دست نوشتہ قصیدہ کے آخر میں غالب کی مہر کے اندر ۱۲۳۸ کے اعداد منقوش ہیں۔ اس سے یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ قصیدہ غالب نے ۱۲۳۸ ہجری مطابق ۱۸۲۲ء میں سپرد قلم کیا ہوگا۔ کیونکہ قدیم تحریروں یا مخطوطات کی مدت عمر یا زمانہ کتابت متعین کرنے کا ایک عام اصول جو مروّج ہے وہ یہ ہے کہ اس قلمی تحریر یا مخطوطے پر ثبت مہر کے اندر اگر کوئی سنہ مرقوم ہے تو وہی اس مخطوطے یا قلمی تحریر کے زمانہ کتابت کا سنہ قرار پاتا ہے۔ لیکن بعض اہم وجوہات کی بنا پر ہم غالب کی اس تحریر کو اس مروجہ اصول سے مستثنیٰ قرار دینے پر مجبور محض ہیں۔

لارڈ ایلن برا جن کی مدح میں غالب نے یہ قصیدہ لکھا ہے انہوں نے ۲۸ فروری ۱۸۴۲ء کو گورنر جنرل لارڈ آکلینڈ سے گورنر جنرل کے عہدے کا چارج لیا تھا۔ اس لحاظ سے یہ قصیدہ غالب نے ۱۸۴۲ء میں مارچ کی کسی تاریخوں میں لکھا ہوگا اور قصیدہ لکھنے کے بعد اس کے آخر میں انھوں نے اپنی ۱۲۳۸ کے اعداد والی پرانی مہر ثبت کر دی۔ اس خیال کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ غالب نے قصیدہ لکھنے کے لئے جو بدیسی کاغذ استعمال کیا ہے اسے روشنی کی طرف کر کے دیکھنے پر صفحہ اوّل کے اندر عین وسط میں ایک مخروطی شکل کا مونوگرام جس کے

اوپر برطانوی شاہی تاج ہے دکھائی پڑتا ہے۔ اسی طرح صفحۂ چہارم کے اندر بیں وسطی
جلی حرفوں میں WILMOT ۔ T ے (جو کہ یقیناً کاغذ ساز کمپنی کا نام رہا ہوگا) اور اس کے نیچے
۱۸۳۹ء کے اعداد صاف پڑھے جا سکتے ہیں۔ اب یا تو یہ کورا کاغذ غالب کے پاس ۱۸۳۹ء
سے محفوظ رہا ہوگا جسے انہوں نے ۱۸۴۲ء میں استعمال کیا یا پھر ممکن ہے اس کاغذ ساز کمپنی کا
قیام ۱۸۳۹ء میں عمل میں آیا ہو جس کی تشہیر کی غرض سے مذکورہ کمپنی نے ۱۸۳۹ء کے اعداد کو
اپنے نام کا ایک جز بنا رکھا ہو اور وہ اسی طریق پر کاغذ تیار کرتی ہو۔ تب غالب کو ۱۸۴۲ء
میں ہی یہ کاغذ دستیاب ہوا ہوگا۔

بہر حال ان شواہد کی روشنی میں یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ زیر بحث قصیدہ ۱۸۴۲ء
میں ہی غالب کے قلم سے نقل ہوا ہے اور اس اعتبار سے مزید اہمیت رکھتا ہے کہ اس پر غالب
کی مہر ثبت ہے۔ راقم الحروف عدیم الفرصتی اور اپنے ادنیٰ مطالعے کی وجہ سے غالب کی مہروں
کے بارے میں صحیح معلومات اکٹھا نہیں کر سکا کہ غالب کی کتنی مہریں اب تک دستیاب ہو چکی
ہیں۔ ہو سکتا ہے غالب کے پاس ایک سے زیادہ مہریں رہی ہوں لہٰذا زیر بحث قصیدہ کے اختتام
پر وہ سہواً ۱۲۳۸ کے اعداد والی مہر استعمال کر گئے جس کا احساس ہونے پر انہوں نے یہ
تحریر گورنر جنرل موصوف کو بھیجنا مناسب نہ سمجھا ہو اور اس کی دوسری نقل تیار کر کے گورنر
جنرل لارڈ ایلن برا کو بھیجی ہو۔ بہر حال اب دیکھنا یہ ہے کہ ماہرین غالب اس کے تفصیلی مطالعہ سے
کیا کیا نئی باتیں سامنے لاتے ہیں۔

غالب کی عظمت کی اس سے بڑی دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ ان کی شخصیت اور شاعری کے
تعلق سے تنقید و تحقیق کا کارواں آج ایک سو پچیس سال گذر جانے پر بھی برابر سرگرم سفر ہے
فروری ۱۹۶۹ء کے "اردوئے معلیٰ" (غالب نمبر حصہ سوم) میں جناب اکبر علی خاں عرشی زادہ کی ایک
نہایت پر زور تحریر "نسخہ گل رعنا بخط غالب" کے عنوان سے شائع ہوئی تھی اس سے ایک چھوٹا
سا اقتباس پیش خدمت ہے۔

"اردو کے اہم شاعر اور بھی ہیں مگر یہ خصوصیت غالب اور صرف غالب کو
حاصل ہے کہ ہر برس اور بعض اوقات ایک سال میں کئی کئی بار اس کے بارے میں

(بقیہ صفحہ ۲۰ پر)